

طوطاکہانی بالقصو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

احسان اُس خدا کا کہ جس نے دریائے سخن کو اپنے ابرکرم سے گورہ معنی سخنا اور زبان کو واسطہ نہیں
حدسے گوایا کیا اور ہمیں آخراً زمان کو ہم گئنگاروں کی شفاعت کیواستہ رحمۃ العالمین پیدا کیا کہ
جسکے سبب سے ارض و سماء نے تمام پایا حسن وہ الحق کہ ایسا ہی مجدد ہے قلم جو لکھے اس کے افود دے سکے
ہمیں کو بیجا ہماستے لئے۔ وصی اور امام اُس نے پیدا کئے سبھوں کیوں کیوں دین و ایمان ہے۔ یہ میں
دل تمام اور فرمی چنان ہے ہمرو تازہ ہے اُس سے گلزار خلق۔ وہ ابرکرم ہے ہوا دار خلق۔ اگرچہ
وہ بیغلو و مجدد ہے۔ لیے پورا سب کی منظور ہے کسی سے برآئی نہ کچھ کام جان بجوہہ ہمہ ان
ہوتو کل ہمہ زبان۔ اگرچہ بیہاں کیا ہے اور کیا نہیں۔ پر اُس بن تو کوئی کسی کا نہیں۔ یہ ستید
حیدر سخن مخلص حیدری شاہ ہمہ آبادی تعلیم یافتہ مجلس خاص ذواب علی امداد ہم خان بہادر حرم
شاگرد غلام حسین خان غازی پوری دست گرفتہ صاحب عالیجاناب سخنان آبرو سخنوار ان معنی
مروت چشمہ فتوت دریائے بجود کرم منبع علم و حلم صاحب والا شان جان گلگرد صاحب بہادر ملتم
اقبالہ کا ہے۔ اگرچہ تمہارا بہت ربط موقوف کے عبارت فارسی میں بھی رکھتا ہے لیکن
بوجب فرماں صاحب موصوف کے ۱۸۱۵ء ہجری مطابق سانچھے عیونی کے حکومت میں سرگردہ
امیران بہان حامی غربیان و میکان زبدہ نوئیان عظیم الشان مشیر خاص شاہ کیوان بارگا و
انگلستان مارکولیں ولزی گورنر جنرل ہبادر دام اقبالہ کی محمد قادری کے طوطی نامے کا جمل کا اخذ
طوری نامہ فریاد الدین سخنی ہے۔ زبان ہندی میں موقوف محاورہ اروعے مطلع کے نشیں موقوف
عبارت سلیں دخوب الفاظ رنگین و مرغوب سے ترجمہ کیا۔ اور نلم اس کا طوطاکہانی رکھاتا امداد
نو آموزد کی فہم میں جلدہ آؤے۔ اور ہمہ دن ہر ایک ایں سخن سے امید رکھتا ہے۔

کہ جو کوئی جسم غور سے اس ترجیح کو ملاحظہ کرے اور علیحدی مخفی یا نامرطی الفاظ اس کی نظر پڑے۔ تو وہ شمعیں تکمیل سے امند سرد شمن کے اس کو صفرہ، متی سے اٹادے ابیات جو بہر صلاح اس پر رکھے قلم۔ آئی نہ دینا کبھی اس کو غمہ الہی بحق امام انام۔ یہ جلدی ہو مجھے کہانی تمام۔ آدمیم پر سر مرطلب۔ سُننا چاہیے کہ کیا کیا خون جگر کیا یہتے اور یہ کیسا مفہوم باندھا ہے۔

ہری اسٹادن میکون کے پیدا ہونے اور جستکے ساتھ بیا ہے جانے کی

اگلے دولتندول ہیں سے احمد سلطان نام ایک شخص بڑا مدار اور صاحب فوج تھا لکھ مکمل ہے اور پندرہ سو زنجیر فیل اور نو سو قطار بار باری او ٹھوٹ کی اس کے در دلت پر حاضر ہتے تھے پر اس کا لڑکا بالا کوئی نہ تھا کہ لگھ رہے باپ کاروشن کرتا۔ حسن اسی بات کا اس کے دل پر تھا داع ذر کھتنا وہ اپنے لگھ کا چراغ۔ اسی واسطے صبح و شام خدمت ہیں خدا پرستوں کی جانا اور ان سے دخواست دعا کی کرتا غرض تھوڑے دنوں ہیں خالق زین و آسمان نے ایک بیٹا میہبین خلودورت مہر جہر اسے بخشنا۔ احمد سلطان اسی خوشی سے گل کی ماشد کھلا اور نام اس کا میکون رکھا کیسی ہزار ملک تھیروں کو سمجھ کر سجدہ شکر بجا لایا اور یہ بیت پڑھنے لگا۔ حسن تجھے فضل کرتے ہیں لکھی پار۔ وہ بھو تھیسے ملیوس امیدوار دو گان غرض شکر کا لکھا۔ تھیسے کیا شادی ہجن کا۔ اور تین میہنے تک شہر کے امیروں وزیروں دانائیوں فاضلوں اسٹادوں کی صیاقتیں کیسے کشیاں جھنلوں کے آئے کیسے اور اکثروں کو خلعت بھاری فٹے پھیں وقت دہ لڑکا سات برس کا ہوا واسطے تربیت کے لیکن اسٹاد و اناکاں کو سونپا یعنی حلم آتیں دشی لویں ہر اک فن کے اسٹاد بیٹے قریب کیا قاصی سے بزرگ یہ کلام پڑھانے لگم اس کو تمام، اور کتنے دنوں ہیں البتہ تے سے لیکر گلستان ہد انشائے ہر کرن وجہ سعی و جایز القواین و ابو الفضل یوسفی در رقات جامی تک پڑھا بلکہ حلم عربی کو سمجھیں کیا حسن دیا تھا ایس حق نے ذہن رسائیکی سال میں علم سب پڑھو چکا، معانی و منطقی بیان و ادب پڑھے اس نے منقول و معقول سب خبر و رحمت کے مفہوموں سے اغرض پورا ہوا اس نے فالذان سے اور قادہ مُشت کے ویراست میلیں بادشاہی کو وظیفہ عرض و معروف کا ائمہ سیکھا پڑی ہے کہ بعض فنوں ہیں باپ بیسی سبقت لی گیا جب باپ دیکھا کہ جوان ہر عوایض ایک عورت صلح بھی جمل گل انداختہ نام کیسا تھیا کہ دیا وہ دنوں اسلپسیں عیش و عیشت کرنے لگے اور کسی وقت جہاں سوتے غرف پیہا نک شیفہ نظر فتنہ سوچ کر عالمی و مصنوفی کے درجے سے گذگئے ملنا تھا ایک جمل ہر ہارہ مخفی پر سوار ہو کر بازار

تین گیا اور دیکھا کہ ایک شخص اس بازار میں ایک بخوب طوط کا ہاتھ میں لئے کھرا ہے۔ اُس نے طوطا بھیج دیا
لتصویر شاہزادیکا لھوڑے پر سوار ہو کر بازار میں جانا اور طوطے کا خرید کرنا



سے پوچھا کہ اس طوطے کا کیا مول ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ خداوند اسکو ہمارے پلے سے کرنے بچو گئی ہے۔
نے کہا خیر حلم سر ہوا جو اس لامکشٹ پر ہزار پولے دیکھ رہے اُسکے پار برو سر ابیوقون نے ہو کا کیوں کر کیا کہ الہ مل کا
جب طوطے والا بواب سکانہ دے رکتا تو طوطے نے جانکھ اگر یہ دلتنہ عمد مجھے خریدنے کر بیکا تو محجب قباحت اور بد
نامی ہیری کا ہے کیونکہ محبت بزرگوں کی سبب یادی عقل اور غررت کا ہے اُس سے محرم ہونگا تب طوطے
لے جو ایدے کا لے جوان خوش و اگرچہ میں تیری آنکھوں نہیں حقیر اور فعیف ہوں لیکن سبب نامی اور عقل کے
عمر شر پر پاتا ہوں اور ہر ایک اہل سخن ہیری خوشگواری اور شیرین نہ بانی چھیریں ہے بہتر ہی ہے کہ کچھے
سوال کے اسواس کے ساتھ خوشگواری کے کمی ہنزہ مجھے میں مجیب میں شتمہ لے کا یہ ہے کہ من حقیقت باعفیہ اور مستقبل
اور مول کی کتابیوں اگر کھم جو تو ایک بات فائدہ کی عمر من کروں تب اُس نے کہا کہ کیا لہذا ہے کہ بھٹکتے
نے کہا کہ بعد لئی دن کے ایک فاغانہ سو دا گروں کا اس شہر میں سنبل خریدنے آؤ یا کھانم ابھی سے تمام شہر کے
دو کاندالوں سے سنبل خرید کر لے یا اس رکھو جس گھر میں وہ کاروان آؤ یا کھانم ابھی سے تمام شہر میں
کسی کے پاس سنبل نہ پائے گا ناچار ہر کھنڈوں ہی میں اُنکے درخواست کر بیکا کھپر اونی خاطر خواہ بیچے گئے اور
اُسیں بعثت فائدہ ہو گا کیا بیات طوطے کی اسکی نہایت خوش آئی اور ہزار پولے اُس شخص کو دیکھ اس طوطے
کو لے اپنے گھر آیا اور سب سنبل میزوں کو بیکار سنبل کی قیمت پوچھی۔ اُنہوں نے عمر من کیا کہ جتنا
سنبل ہماری دوکان میں ہے دس ہزار پولے اُسکی قیمت ہوتی ہے یہ عمل نے اُسی دس ہزار پولے

خناک سے دلو اک خرید کیا اور ایک مکان میں رکھوادیا بعده دو تین دن کے سو و اگر اس شہر میں داخل ہوئے اور تلاش سفیل کی کرنے لگئے جبکہ تیس نہ پایا تب اس کے پاس آ کر سفیل کوچھ کمی قیمت فی بیکر مول بیام اپنے شہر کو گئے تب تیموں اس طبقے سے بہت خوش ہوا اور جان سے زیادہ عزیز رکھنے لگا اور ایک مینا بخی میں اگر کے اسکے پاس کمی اسوسائٹ کے عالم تنہائی میں اُسے محنت نہ ہو کہ عقلمندوں نے کہا ہے جدیت کندہ ہجنس باہجنس پرواز کبتوتر ہاڑ با پانڈ غرض اس مینا کو بھی اُس طبقے کے پاس کھا کر دیونا ہیں میں ہجنس ہی خوش رہنگے بعد معدود کمی دن کے میموں نے خجت سے کہا کہ میں سفر خلکی اور تری کا کیا پڑھتا ہوں کہ شہروں کی سیرتے دل بہت بعد میرے بوجھے کام کرنا ہے سو یہ مصلحت ان دوںوں کے ہرگز نہ کرنا بلکہ وہ کہیں اسکو سچ جانتا اور انکی فراہمی واری سے باہر نہ ہونا یہ دوچار باشیں سمجھا کر آپ کسی شہر کو سفر کیا اور خجستہ کمی دھیپے سک اُسکی حمد ائی ہیں رویاکیں کھانا سونا اور زات کا جوڑا یا غرض طوطا کچھ قیمت کہاںی کہکر اسی کے دل غمین کو ہر اک وقت جلا دیا اُرتاسی طبع سے جو دینے تک پھسلا پھسلا کر کھا دیتے ہوں

دوسرا می واسیان خجستہ کی پاہشاہزادے پر ہاشمی شوق ہوئیکی لور و انا فی عطیے کی

ایک دن خجستہ نہاد ہو کر رہا اور کے کوئے پر چڑھی اور سیر مرالیک لوچر دیا اسی بھروسے کے کے میں اتنے میں ایک فہرزاں گھوٹے پر سوراً تھیں اور کے ہئے گھورا قد مبتدا میں تھے پہاڑا تا خدا خجستہ کو دیکھتے ہی عاشق ہوا اور اس کھول اسپر آگیا بے اختیار ہو کر شہزادے نے اس گھر می ایک بیٹھ رہ کا کے انہیں پھیا گا کہ اگر تم کیات چار گھنٹی کیوں سے میرے گھر اڑ تو اسکے ہوش میں لیک ان کوئی لالکا بیٹے کی نہیں دیں دیں اسپر اس کشی نے دیں جا کر کہا کے اس خجستہ اس شہزادے نے تھے بلوایا ہے اور ایک گھنٹی کو اس سے لاکھ روپے کی اتنا کشی دیتا ہے اگر تو چھا اور دستی اس سے پیدا کرے تو کچھ اسی چیز پر موقوف نہیں ہے بلکہ ہمیشہ سلوك میاں کیا کر گیا اور خط مفت میں اٹھاؤ گی خجستہ نے پہنچ تو اسات سے بہت بڑا اانا اور خفا ہو گئی لیکن پھر پریزاں کے دام میں آئی اور کہنے لگی کہ اچھا یہی طرف سے اس کی خدمت میں سلام شوق کے بعد یہ کہا کہ شب کو جس طرح سے جانوںگی اس طرح سے تمہاں سے پاس آئے ہوئے ہے نہماں گی یہ پیغام وہ منکارہ لیکر اس گھر کی اور ادھر رات آئی تب خجستہ نے اپنے تینیں نہایت بیاس لود کہنے سے آواستہ کیا اور کر کی پر ہمیشہ کر جی میں کہنے لگی کہ مینکے چل کر یہ بات کہیں اور رخصت لیکر چلے گئے کیونکہ میں بھی عورت ہوں اور وہ بھی اسی ملقت میں ہے اغلب ہے کہ وہ میری بات سنے اور خستت میں یہ سخن دل میں ٹھہرایا اور مینا سے جا کر کہا کہ اے یہاں جو بجا ہے اگر تو میں تو کہوں اُس نے کہا کہ بی بی کیا کہتی ہوں بھی عقل کے موافق عزم روکھی تک بالوں کہنے لگی بلکہ اس میں اپنے کو سے پر چڑھ کر عزم

کی راہ سے جھائختی تھی۔ کہ اتنے میں ایک شہزادہ اُس راستے سے گزر اور مجھ پر عاشق ہوا اسی گھر تری مجھے اپنے پاس بلاتا ہے اگر تو کہے تو میں جاؤں اور اُس سے ملاقات کریں پھر وہ جہاں گھر تری کے بعد اپنے گھر جان آؤں گی یہ بات سنتے ہیں مینا نہایت غفبنال ہوئی لور غوغائی کے کہنے لگی کہ وادہ والی بی اچھے دمہنگ مکان قریب اور خاصی باتیں سناتی ہو کیا خوب غیر مرد کے گھر جاؤ گی اور اُس ہے وہی کہتا ہے شہر کی حرمت گنو اُسی یہ بڑا عیب ہے تمہاری قوم کے لوگ کیا کہیں گے اس حرکت سے باز آؤ یہ سنتے ہی جستہ نے اُسے پھر سے سے کمال ایک مانگ پڑا گردن مرد رود سے نہ بن پڑے پہنچا کر روح اُس کی آسمان پر پرواز کر گئی اور اسی طرح غصے میں بھری ہوئی طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ اے طوطے کچھ حقیقت مینا کی دیکھی کہ وہ ابھی کیا شخصی اور کیا ہو گئی اُس نے کہا کہ جی دیکھی جو خداوند کی ہے ابھی کرے گا اُس کا یہی حال جو کجا جختہ خوش ہو کر کہتے لگی کہ اے طوطے بہت دن بھوئے کے میں نے مرد کی عورت نہیں دیکھی اور کاح ایک دشنا نما نے مجھ کو یہ نت بلایا ہے اگر تو کہے تو اسے پاس بات کیوقت جاؤں اور میخ ہوتے ہوئے اپنی جگہ پر آؤ طوطا پانے جی میں ڈر کر کہنے لگا کہ اگر میں یہی منع کرنا ہوں یا اور کچھ کہتا ہوں تو لمحی مینا کی طرح سے مارا جاتا ہوں یہ سمجھ کر کہنے لگا کہ اے کہ بانو مینا اقصی عقل نہیں۔ اور اکثر یہ خلقت ہماریوں کی بیوقوف ہوئی ہے اسی واسطے شعور میند کو لازم ہے کہ اپنا احوال ان سے نہ کہیں بلکہ اس ذات سے پہنچر کریں تو خاطر جمع رکھلے جائیں ملت کر جہنمکی سیری جان میں غلبہ میں ہے تب تک تیرے خاص میں پھری کر وہ مکان اسamt کھبر لکھ کر ایسا جلد آسان کر سکا خدا نخواستہ اگر یہ بات فلادر ہوئی اور اڑتے اڑتے شہر کی دیکھی اور اسے آنکھ تجوہ سے خغلی کی تو میں لکیا بات بنالکر تم دونوں کو کاپیں لادوں گاہیں طرح سے کہ اُس طوطے نے فرش بیگسے دلکل کو چھڑے سے ملا دیا تھا جستہ نے لوچھا کہ اُسکی نقل کیوں نکرے مفضل بیان کر کہ میں تیری احسانند رہوں گی۔

نیکسری دستان فرش بیگ سودا اکار اسکے طوطے کی

طوطے نے لہا کہ کسی شہر میں ایک سودا اکار فرش بیگ میں نہایت مالدار تھا اور ایک طوفا نفلتہ رہنے پاں رکھنا تھا اتفاقاً اُس سودا اکار کو صرف مہیش ہٹا تب ہر ایک اسہاب اپنے گھر کا بی بیت طوطے کے حوالے کیا اور آپ واسطے سودا اگری کے کسی شہر میں گیا اور کسی ہمینے دہل کا تجارت میں ہا اسکے جانشکے بعد کی دل پتھیے اُسکی جو رونے ایک جوان مغل بچے سے آشنا کی اور ہمیشہ رات کو اسے اپنے گھر بلاتی صبح تک اُس کیسا تھے علیش و عشرت کرتی یہ احوال ان دونوں کا طوطا دیکھتا اور باتیں اُسکے اختلاط کی سنتا لیکن دیکھا سنا اپنے دل میں جھپا کرتا بعد ذیل موضع برس کے وہ تاجر اپنے گھر گیا اور حقیقت گذری ہوئی اپنے گھر کی اُس طوطے سے بچھی کہ میرے پتھیے کس طرح سے گذری اور کس کس نے کیا کیا

کیا اُسے ہر ایک کامال جو شیک ٹھیک معاوضہ بخوبی کہدا اور بی بی کی بات سے آگاہ نہ کیا کیونکہ
 اگر وہ بھی کہتا تو دونوں ہیں جدائی ہوتی یا کسی نہ کسی کی جان جاتی بعد وہ قتے کے وقتاً بھر یہ اجرہ
 اور کسی شخص کی زبانی سُنکراپتی بی بی سے دق ہوا اور غصیل کرنے لگا کیونکہ ہوشمندوں نے کہا ہے کہ
 عشق اور مشکل نہیں چھپتے ہے اور آگ بالعود میں پوشیدہ نہیں رہتی وہ سو اکڑ طوٹے کی طرف سے ڈلن
 ہوا پہنے جی ہیں کہنے لگا کہ افسوس اس طوٹے نے کچھ بھی اس کے نیک اور بد کی بات مجھ سے نہ کہی اور
 اپنی جھروڑ پر غصہ ہو کر بہت سی سرزنش کی اور وہ احمدی حدود یہ سمجھی کہ شاید طوٹے نے کچھ اس سے یہ سری
 بات کبی جو اس قدر مجھ پر آفت اٹھائی ہے پھر طوٹے کو اپنا مختلف سمجھ کر ایک روز آدمی رات کو تا بیباک
 اس طوٹے کے بال پر فتح ناچ کر گھر کے باہر یعنیک رغل چانے لگی کہ ہے ہے ہے ہے ہے طوٹے کو بھی سمجھی
 اور جی ہیں سمجھی کہ وہ کجھ ترکیا پوکالین تھوڑی سی جان اُسیں باقی تھی سا پر سے جو گل اتو مدد ہے زیادہ
 پہنچا یا سے بعد ایک ساعت کے اُسکے بعد ہیں قدسے قوت و توانائی آئی تب سنبھل کر اٹھا داں ایک
 گورستان تھا اُسیں گیا اور ایک گور سکھ اغیز میں رہنے لگا کیونکہ تمام دن چوکا مردارات کو اُس سملخت
 سے نکالتا جو کوئی مسافر اس گورستان میں فارہ ہو کر رات کو کھانا کھاتا اور اُس کا گل اپڑا اٹھدا دانہ
 ذکا جو پاناسو چلتا اور کھانا اور پانی پی کر صبح کو اُسی سوراخ میں جا بیٹھتا ہو چند روز کے سارے پر اُس کے
 بیکل آئے اور قبھر اخنوڑا اڑنے لگا اس گور سے اُس قبر پر جاتا پھرنا اور ہر تو یہ گندی اب دہری سنو
 جو شب مہ طوٹا گیا اُسکی صبح کو وہ سوڈا گرلے بھجوئے پر انھوں کے پیچے کے پاس گیا اور اُس سے بیکھا
 کہ وہ اُسکے اندر نہیں ہے یہ حال دیکھتے ہی اُس نے اپنی پکڑی زین پردے پیکی اور غل مجانتے لگا کیونکہ نہایت
 متزدرو ہوا اور اپنی بی بی پر استقدار خفتہ ہوا کہ کچھ کہا نہیں جانا آخر اُس نے اسکے غم میں خواب فخر ہی جھوڑ
 دیا اپنی عورت کی بالتمدد کا بزرگ اعلیٰ بارہ کیا بلکہ اُسکو اپنے گھر سے نکال دیا تب اُس عورت نے ہیں ان
 کیا کہ شوہر نے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا ہے اب رہنے والے اس شہر کے دیکھیں گے مناسب یہ ہے
 کہ یہ رے گھر کے قریب جو گورستان ہے وہاں جلی جماؤں اور کھانا پینا سب چھوڑ دوں یہاں تک کہ
 جاؤں اُخڑ کار اس قبرگاہ میں گئی اور ایک فاقہ کیا جس وقت کہ رات ہوئی اس طوٹے نے قبر کے سوراخ
 سے کہا کہ اے عورت اپنے سر کے بال فتح اور ایک سترے سے منڈو اور جا لیں دن تک لے آج طعام
 اس گورستان میں رہ کہ میں تیرے تمام عمر کے گناہ بخشوں تجھیں اور تیرے شوہر میں دوستی کر دوں
 وہ عورت اُس آفاز کو سُن کر مستحب ہوئی اور اپنے جی میں سمجھی کہ اس قبرستان میں کوئی ولی خدا پرست
 کی قبر ہے البتہ وہ میرے گناہ بخشیگا اور مجھ سے سمجھ کر خاوند کو ملا بریگا اس پھر سے پر اپنے سر کو منڈوا کر چڑے

امس قبرستان میں رہی ایک دو طوطا اُس قبر سے نکل کر کہنے لگا کہ اسے عورت تھی بے تقدیر ہے پر اکمیر کی اور مجھے آذارخت دیا ہے جو ہوا سو ہوا میری قسمت ہی تھی تھا جو قوتی کیا لیکن میں نے تیر انک کھایا ہے لعدتیرے خاوند کا خرید ہوں تو میری بی بی ہے تیری خدمت بخوبی کرو تو گا اور وہ باقیں گور کے سو راغے سے میں نے کہی تھی تو یقین کریں راست گوہول چلنگوڑیں کہ تیر اعیب تیرے خاوند سے کہتا اب دیکھ تو ہی میں تیرے مشوہر کے گھر جانا ہوں اور تجھے اُسکو ملا دیا ہوں۔ غرض طوطے نے یہ کہا اور اپنے خاوند کے گھر جا موسافر قاعدے کے اُسکو سلام کیا اور آپ بجالا یا عائیں دیکھ کہنے لگا کہ عمر تیری بڑی ہے اور دولت دوچندیوں سے اُنسنے کہا کہ تو کوئی چے اور کہاں سے آیا ہے جو اس طرح بالادب کھڑا اُن عائیں دیتا ہے پھر آپ ہی پہچان کر کہنے لگا کہ اب تک تھاں نہماں اور کس شخص کے گھر جیمان گیا تسا سب احوال مفصل اپنا لے ہے اُس نے عرض کی کہ میں ہی قدیمی طوطا ہوں مجھے میں پہنچے سے لیگی تھی اور اس کے پیٹ میں تھا اُس کے آفانے کہا تو پھر کیونکہ جی اٹھا اُنسنے کہا کہ تم نے بیکھا ہا پنی بی بی کو گھر سے باٹھپکڑ کر نکال دیا اس سبب کہ وہ ایک قبرستان میں کئی اور جاالیں دن فاقہ سے ہی بے اغتنی راہ و نذری کی کھتنا عالی اُسکی فریاد دستکہ نہ ران ہوا اور مجھکو مردہ سے نزدہ کر کے کہا کہ اکٹوٹ تو اسکے خاوند پاس جاؤ راں دلوں کو اس میں ملا فے بلکہ اُسکی عصمت پر گواہی فے جب تھے یا حوالہ یافت کیا تب خوش ہو کر لئی ہجگہ سے اٹھا اور گھوکر پر سوار ہوا ہی بی بی کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ لے جانی میں نے بے تقدیر تیا بیا اور وکھ دیا لیکن اب تو اسہات سے دل گندہ کا میری خطا معاف کرو راضی ہوئی تب اُس کو گھر لے آ رہا بھجوہر و خاوند لے جلے رہنے لگے اور عیش و عشرت کرنے لے گھر۔ القصد طوطے نے اس سوداگر کا فقصہ تھا مگر اس اور خجستہ سے کہا کہ اسے خجستہ اٹھا اور جلد شاہزادے کے پاس جل۔ آگہ وعدہ تیرا جھوٹ دہ جو آگر خدا نجات یہ خبر تیرے شوہر نک پہنچی اور وہ بچپر خغلی کرے تو میں اُسی سوداگر کے طوطے کی طرح صفائی کر دیں گا خجستہ اس سخن سے خوش ہوئی اور قعدہ کیا کہ شہزادے کے پاس جاٹے اتنے میں صح صادق ہو گئی جانا اُسکا موقوف رہا اور یہ شحر آسمان کی طرف دیکھ کر پڑھا اور گریبان مثل گل چاک کیا۔ حسن یہ دو دل کو اک جا جھٹھا تاہیں، کسی کا اسے وصل بھا تاہیں، یہ ہے دشمن وصل دل سورج بھر کرے ہے شب و صل کو روز بھر از بسکہ خجستہ تمام رات قصہ سننے کیوا سطے جائی تھی۔ سونے کیلئے گئی۔ اور جاتے ہی بھجوئے پر سو گئی +

چوختی دیستان ایک سپاں کے باوشانہ بیستان سو وفا ایکی ای اور اُنسنے اُس اپنا ولیعہمہ کیا جب سوچ پھپا اور جاند کلا جستہ اپنے بھجوئے پرستے اکھی ہاتھ مند دہوکہ بیٹھی۔ سخوان کھاتے اور

بیوے کے منگائے کچھ تناول کیا اور پھر پوشاک، مکلف اور جواہر قسمی سے اپنے تین آنے والے کرنے کے لیے آنے والے کو ساتھ لے کر خوش اور بشاش طوطے کے پامن خفت لینے کا درکافت ہے کیونکہ کوئی کوئی طوطے میں جذبہ عشق نہیں اٹھتے کہا تاہے مجھے، اشوق جل کوئے فننم میں لئے ہماں لے ہے مجھے، آگر تو وہ بالی سے خفت کرے توہین اُسکے پاس جاؤں اور آئندہ اپنے دل کی نکالوں۔ طوطا کہنے لگا اے کہ دن بانو تو خوش ہو اندر لشہت کر کر میں تیرے کام کی سمجھ تجویں لگتے ہاںوں۔ قریب ہے کہ تھے تیرے پار کے پاس پہنچا اول لیکن تھے لازم ہے کہ تو سمجھ دستی اور محبت اُسکی اپنے جو میں رکھے ہوں مرح سے کر لیک پاسان نے باادشاہ طبرستان کی عقیدت اپنے دل میں رکھی اور اُسکے عومن دولت بیشمار پائی محبت نے پوچھا کہ اُس کی نقل کیوں کرتے بمقفلہ بیان کر۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ عقلمند ہوں نے اور لگئے زمانے کے بزرگوں نے کہا ہے کہ الکین ایک باشدہ طبرستان نے مجلس عیش برادریت کے آراستہ کی کھانے اچھے لذیذ اور شرابیں پُر کیف کتاب قسم کے اُس محفل میں ہبیا کئے شہزادے وزیر امیر حکیم استاد بلکہ جتنے معاحب کمال اُس شہر کے تھے حاضر تھے اور کھانے اُنہوں نے کھائے اور شرابیں پیں کہ اتنے میں ایک شخص اجنبی اُس محفل باادشاہی میں بیدھنک چلا آیا تب ہر ایک اہل بڑھنے پوچھا کہ اسے سرو توکون ہے اور کہاں کے آیا ہے اُس شخص کہا کہ میں شمشیر زن اور شیرگیر ہوں اور تیر اندازی بھی ایسی جانتا ہوں کہ تیر میرا سنگ خاں کو چھوڑتا ہے بلکہ پہاڑ کے پار ہوتا ہے سوائے سپہ گردی اور بھی ہر ایک فن سے اتفاق ہوں اور بہت سی حکمتیں جانتا ہوں پہلے امیر خجستہ کے پاس نوکر تھا جب اُسے میری قدر کچھ نہ کی اور کاریگری سمجھی تو اُسکی چاکری چھوڑ کر باادشاہ طبرستان کے پاس آیا ہوں اگر وہ مجھے نوکر کیمیکا تو ہوں گا اور جانشناہی قرار واقعی کر دنگا طبرستان کے باادشاہ نے یہ بانٹنک لپٹے لوگوں اور المکاڑوں کو حکم کیا کہ میں کوئی خدمت پاسانی کی دوپہر لیوں دریافت ہو نیکے جو اسکے حق میں مناسب ہوگا کیا جائیگا بوجب حکم باادشاہ کے ارکان دولت نے اُسی وقت خدمت پاسانی کی اُسے دی اور سر فراز بھیا چنانچہ وہ شام سے تا صبح ہر ایک شب دولتخانہ کی خبرواری کیوں اس طے جائیگا اور کھڑے ہو کر باادشاہ کے قصر کو دیکھا کر تنا الفقا ایک شب آدھی رات کو باادشاہ بالا حلائی پوکھڑا اور سریترانہ لگاہ اُسکی پاسان پر پڑی ویکھا کہ ایک شخص مستعد کھڑا ہے تب اُس نے پوچھا اسے شخص توکون ہے جو بیوقت اس محلہ را کے نیچے کھڑا ہے اُسے عرض کی کہ خداوند بابیں پاسان اس فریڈت خانے کا ہوں خبرواری کیوں اس طے اس محلہ کے پاس کتنے دنوں شام سے ہیچھے کھا ضرر نہیں ہو رہی وار تھا کہ جمال مبارک حضرت کا دیکھوں اور اپنی اکھیں دیکھوں کروں بلکہ

آنچ کی شب قدر نے بادشاہ کی کہ دیدار خداوند عالمیان کا دیکھا دل کو شاد کیا۔ اتنے بیس ایک آواز جھلکی سے بادشاہ کے کام میں آئی۔ کہ میں جاتی ہوں کوئی ایسا مرد ہے کہ مجھ کو پھیر لافے۔ یہ بات سننے کی طرف سے بادشاہ کے کام میں آئی۔ کہ اے ہاسپان تو بھی کچھ اُس آواز کو سنتا ہے۔ کہ یہ آواز بادشاہ متعجب ہو کر اُس سے کہنے لگا۔ کہ اے ہاسپان تو کئی شب سے سُنتا ہوں کہ بعد آدمی رات کہاں سے آتی ہے۔ اُس نے عرض کی کہ اے خداوند میں تو کئی شب سے سُنتا ہوں کہ بعد آدمی رات کے یہ آواز ہوں آتی ہے۔ لیکن ہمیں خدمت پا سبافی کی کچھ ہوں محلہ اکو چھوڑ کر جاہیں سکتا اسواسے دریافت نہ کر سکا کہ یہ کسکی آواز ہے۔ اور کہاں سے آتی ہے اگر شاہجہان ارشاد کریں تو ابھی جاؤں اور دشتاب اُسکو دریافت کر کے حضور پُر نور میں عرض کروں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ بہتر جائے جا اور سیخ خبر حضور ہیں آگر گذارش کروہ پاسپان وہیں خبر لیتے جلا تھوڑی دودر گیا تھا۔ کہ بادشاہ بھی ایک کمبل سیاہ لیکر سارا بدن اور منہ اُس سے چھپا کر اُسکے پہنچے ہو گیا پاسپان تھوڑی دودر جا کر کیا دیکھتا ہے کہ وہ ایک عورت حسین خوبصورت ایک دخت کے نیچے راہ میں کھڑی ہے۔ اور کہتی ہے کہ میں جائی ہوں دیکھوں تو کون ایسا مرد ہے جو مجھے پھیر لافے اور نہ جانے دے تب اُس نے بھوچا کہ اے بی بی صاحب جمال پری کیکر تو کون ہے۔ اور یہ بات کس لئے سمجھتی ہے۔ اُس نے کہا کہ میں تصویر یعنی مادہ طہرستان کی ہوں وعده اُس کا برپہنہ اسے اب اسواسے میں جائی ہوں یہ سخن سننے ہی اُس پاسپان نے کہا کہ اے تصویر یعنی بادشاہ اب کس طرح سے پھر بھی مرا بعثت کریں اور پھر آؤ گی۔ اُس نے کہا کہ اے پاسپان ایک صورت سے اگر تو اپنے بیٹی کو اُسکے عرض فتح کرے تو البتہ مراجحت کروں تا بادشاہ پھر چند روز اس جہاں میں زندگی کرے اور جلدی خود کسے یہ بات بادشاہ نے بھی سنئی اور اُس پاسپان نے بھی ہمایت خوش ہو کر جواب دیا کہ اے عورت انہر بادشاہ پر اپنی عمر اور بیٹی کی عمر شمار کرتا ہوں جلدی مت کر دیہیں کھڑی رہ میں ابھی اپنے کھر جاتا ہوں اور بیٹی کو لا کر تیرے سے سلم منے ذبح کرتا ہوں میں اس سے کہا تھا اٹھاؤں گا۔ بادشاہ کی سلامتی کیوں استھنے اور تکھا مال کلام یہ کہ کبکہ اپنے کھر گیا بیٹی سے کہوں گا کہ بیٹا آج بادشاہ کی عمر تمام ہوئی ہے کوئی دم میں وہ مرتا ہے اگر تو اپنی عمر اُسکو شے تو وہ تیرے سے مر دیتے ہے اور چند روز اس دنیا میں ہے وہ اڑاکا نیکجنت فداوار اس بات کو لختے ہیں کہنے لگا کہ اے قبلہ و کعبہ و بادشاہ منعف عادل ہے ایسے والی صاحب خواہیں بہت غریب ہیں وہ کہ میں بھیں کیلئے ایک ہیں کہاں ہوں اگر نام گھر تھا میرا کام آؤے تو قصور نہ کرنا یکون کہ ایک مجسنا ناجیز اگر کسے صدقہ ہو تو یہ بہراؤ جیتا نہ ہیگا۔ تو ایک بیس عالم کو پورت کرے گا۔ بہتر ہی ہے کہ مجھے جلدی چلو اور اُس کے اور بحمد اللہ کرو تو میں سعادت پورا دار ہوں جو حصل کر دیں کیونکہ ایک تو آپ کا کہنا اور دوسرا سے ایسے بادشاہ پر نثار ہوں اُس سے بہتر ہے۔

میر لو اسٹے اس جہاں میں اوکوئی نہیں میں نے یہ کلام حضرت اُستاد رحمۃ اللہ علیہ کے سنا ہے کہ پھر ایک جھوٹے بڑے کمپنی کے اڑکوں سے کہتے تھے کہ اگر بادشاہ کی سلامتی کیوں سطھ کوئی اہم کار بادشاہی ایک کام کی کو غیبت میں سے مانے تو گناہ نہیں کیونکہ وہ بندہ پورہ ہے سینکروں کو پالتا ہے وہ جیسے گا تو سر ایک شہزادہ اس سے آباد رہیگا آگر وہ صریح کتو ایک ظالم پیدا ہو گا کہ مہاروں کو بلاک کر لے گا اور لاکھوں اُسکے ظلم و ستم سے مرنے کے پس لازم ہے کہ جلد مجھے لیچلو اور اُس کیوں سطھ ذبح کرو۔ اُس کیوں سطھ ایک مجھ ساقر بان ہو تو کیا آخر وہ پاسبان اپنے بیٹے کو اُس عحدت کے پاس لے گیا اور اُسکے ہاتھ پاؤں ہاند صکر جاہتھا کل خبر تیرے اُس کا گلا کائے اتنے میں اُس عورت نے اسکا انتہا کپڑا لیا اور کہا کہ اے پاسبان اپنے بیٹے کو ذبح مت کر اد کلا اُس کامت کا طبق تعالیٰ کو تیری سہرت پر رحم کیا اور فہر بان ہو کر مجھے پھر سماٹہ پر من کا حکم کیا کہ بادشاہ کے قابل میں ہوں جو وقت اُس پاسبان نے اس خوشی کی خبر کو سنبھالا ہے خوش ہجتا اہم اُسی وقت بادشاہ کو تیری فینے چلا یہ حالت بھی بادشاہ طہرستان نے اپنی آنکھوں سے دکھی ادبات چیت پاسبان کی اس اُس کے بیٹے کی کماحتہ دریافت کی پھر اُس کے پیچے سے وعدہ کر لپٹے تھے میں بدستور اُسی بالا خانے پر پہنچایا اور اُسی طرح سے اُس پر پھر نے لگا اور بعد ایک گھنٹی کے وہ پاسبان بھی حضور پر نو زین آیا اور تسلیمات بجا لاؤ کر دعا دینے لگا کہ عمر و دولت جاہ و حشمت شاہنشاہ کی تلقیامت برداشتی ہے۔ بادشاہ نے اُس پوچھا کہ اے پاسبان وہ کیسی آواز تھی کچھ تو نے دریافت کیا ہے تو مفصل بیان کر اُسے دست بستہ ہو کر عرض کی لے خداوند ایک عورت حسین صاحب جمال اپنے خادم سے لڑکاں جن ہنگل ہیں ملک آئی تھی اور ایک درخت کے نیچے اُس میں تھیں مدد و رہی تھی اور پری کہتی تھی کہ میں ترہ بہنگی تسبیب میں اُسکے پاس گیا۔ اور اُس کو میمھی بیٹھی بالتوں سے بہلایا اور اپھے اپھے سخن سمجھا بھاکر اُسکے شوہر سے مادریا۔ دوستی اُن دونوں میں کرادی۔ اب اُس نے مجھ سے اقرار کیا ہے کہ میں سماٹہ پر من تک اپنے شوہر کے گھر سے نہ نکلوں گی۔ بادشاہ نے یہ دانائی اور جمال فشانی اُسکی اور جرأت اُسکے بیٹے کی دیکھی تھی۔ فرمایا کہ اے پاسبان جو وقت تو اُس کی خبر یعنی چلا تھا میں بھی تیرے پیچھے موجود مقام سب سوال و جواب تیرے اور تیرے بیٹے کے اول اطراف اس عترت کے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور کافنوں سے ٹھنڈے خیر اگرچہ اگلے وقت میں تو مغلیخ دغیر و ذمیں و پر بیشان تھا۔ اور اب تیرے کے اس پاسبانی میں نوکر ہوئا تھا انشا اور اللہ تعالیٰ روزہ بروزہ بیداری اور ترقی تیری ہو گئی اور گھنٹی گھنٹی سلوک پر سلوک کر دیں گا۔ خدا کے فضل سے تو نہایت اموج دولت کو پہنچا گی۔ یہ کہ پھر بادشاہ آرام کرنے لگا۔ بسا طاعیش پر سوراً بعد دو چار گھنٹی کے صبح جوئی بادشاہ تخت پر نکلنے بیٹھا اور پاسبان کو ملایا پھر اسی ورزیوں کو اور اہمگاروں کو جمع کر کے یہ فرمایا کہ اے حاضران!

پایا یہ تخت میں نے اسے بخوبی اپنا دلیعہ کیا اور مال و اسیاب و خزانہ سب اپنی رضا مندی سے لے دیا۔ طوطے نے یہ کہانی تمام کی۔ اتنے میں صبح ہوئی اور آفتاب نکلا جانا مختصر کام و قوف رہ گیونکہ تمام رات بادشاہ طربستان اور اُس پاسجان کی کہانی سننے سے آنکھ خمار آکو وہ رہی تھی۔ جاتے ہی پہنگ پر سوہنی سے ہند کڑی مار آخ کو لپیٹ پھپر کھٹ کے کونے میں منہ لپیٹ

پانچوں فی استان زرگر اور شخار کی

جب سورج چھپا اور چاند نکلا تب جستہ ارغوانی جوڑا ہبہ بنتی دو شالہ اور جوہ جواہر کے دریا میں سراپا غرق ہو طوطے کے پاس رخصت یعنی گئی اور کہنے لگی۔ کہ اسے طوطے مجھے آنکھ کی شب جلد رخصت کی کہیں لپٹے یار سے لوں اور کچھ بائیں پیار کی کھوں طوطے نے کہا کہ اسے کند بانوں میں نے تجھے بیٹا سی شب رخصت دی تھی اب تو نئے کیوں تو قوف کیا خیر اس جا اور یہ زیر اپنے بدنا کا آتا کیونکہ بی بی دنیا بنت بُری جگہ کرایے

لقصویر آنا کند ہائے شہزادی کا سندھار کر کے طوطے کے پاس انہلے رخصت



اسباب کو پہنکتے خیر مرد سے یاس جاتا اچھا ہیں شاید اُس کی آنکھ گھنے پر بھٹے اور جی میں لایخ کیسے تو نہ تو رہیگی اور نہ گیندا و سنتی کی دوستی جائیگی زور کا زور جس طرح سے کہ اُس زرگر اور شخار کا وعدتی میں خلل پڑا۔ درستی کیوں اس طے بر سوں کا ساتھ چھوٹا مختصر نے پوچھا کہ اُسکی نقل مفصل بیان کر حکایت طوطا کہنے والا کسی شہر میں ایک بُری اور سُناریں دستی تھی کہ جو کوئی ہبہ نہیں دیجتا وہ بُری کہتا اخفا کرہے عاشق اور عشقوں میں الگ رہنہیں ہے تو ماں جائے بھائی ہیں اتنا قاؤہ دنوں سفر کو کئے کسی شہر میں جا کر مظلومی کو درآمد میں کہنے لگے لاس شہر میں فلاں تجاذب ہے۔ کہ اُس میں کئی بُت سونے کے ہیں یہاں سے ہمہنگی

صورت بن گر چلیئے اور عبالت میں مشغول ہو جیئے کسی وقت فرمات پاک چڑھ لیئے اور نہ سے سُنکو چڑکر گذران کیجیے یہ بات لٹھڑھ اکروہ دونوں اُسی بخالنے میں گئے۔ برہمنوں نے جو اُنکی عبادت و یکمی قوب سب شرمدہ تھے سہ روز اس بخالنے سے وہ برہمن جاتے اور پھر نہ آتے الگ کوئی پوچھتا کہ تم نے کیوں بخالنے کو چھوڑا تو وہ یہ کہتے کہ کمی دن سے دو ہر ہفتہ ایسے وہ مر صورت صاحب جمال پوچھا کر سنوالے آتے ہیں کہ ایک دم بھگوان کے دہیاں سے سر نہیں اٹھاتے اور کسی سے سر نہیں ملاتے اس واسطے اس کم چلتے ہیں۔ کیونکہ ان کے پوچھتے ہم سمجھو اور پھر انبیاء رکھتے جب اُن دونوں کے سوا اُس بخالنے میں اور کوئی نہ رہا تب اُنہوں نے شب کو فرمات پاک کمی بت سونے کے چڑھا کر اپنے گھر کا راستہ پکڑا اور وہ نزدیک شہر کے پنج کرسی درخت کے نیچے ان بتوں کو گاڑک رکھا پہنچے اپنے گھر گئے بعد ادی رات کے سنوار اکیلا ہاکر ان بتوں کو کھو دلایا اور صبح کے وقت نجار کے گھر چاکر اُس نجار سے لہتے لگا کہ اے نجار بے ایمان جھوٹے دغا باز میری آشنا می کا اس نہ کیا اور ایسی قدیم دستی میں فل ملا کر اُن بتوں کو تو چڑھا لایا اس سے کے ہر س جیئے گا اور کے دن گذران کر گیا خوب اس زمانے میں دستی کا اعتبار تر رہا وہ اس کی باشی سنکر ہیزان ہوا کہ یہ کیا بھتھا ہے۔ آخر ناچار ہو کر یہ کہتے رکا کہ اسے زرگر ہو کیا سوکیا اور بوجو سوچا اسوسیا جائے فیں جانتا ہوں خدا کیوں اس طبق مجھ پر بہتانی مت باندھ از بکھرہ اور عقلمند تھا اور اس سے لڑنا اور قصہ کرنا منہ سب نہ جانا چکا ہو رہا بعد کہ مدن کے ایک پتلادھبی اُس بڑھی نئے نئے کو صورتینا یا اور کپڑے اُسے پہنلئے اور دیکھے خرس کے ہمیکے لایا اور اس پتکے کی آستین اور دامن میں کچھ کچھ اُن بچوں کے کھانے کی پیزیں ٹھہریں جب اُن کو بھوکھ لگتی تو اُس پتکے کے پاس جاتے اور اُسکی آستین یا دامن سے جو یا تے سوچتے اور اپنے جمی میں جلتے ایمان پا چڑھے سوچی ہے اور وہ دونوں اُس پتکے سے آشنا رکھتے تھے کہ سہ روز افت گھجے دامن پا کر سیستھے جب خرس کے بچوں کو اُس صورت سے ہر وحیت ہوئی تب بلا حصی نے اُس سنوار کی اور اُس کی جو روڑلڑکوں کی ضیافت کی بلکہ ہمساہی کی عورتوں کو بھی بلایا چنانچہ سنوار کی جو روڑلڑکوں کو ساتھ نیکرا سکے گھر اُنی نچار اپنی لھات میں لگاں ہے تھا جدد و کھڑی کے اُس سنوار کو غافل پاک اُن دونوں لڑکوں کو چھپا رکھا اور خرس کے بچوں کو چھوڑ کر غل مچانے لگا کہ یہ کوئی پسنا کے لڑکے خرس کے بچے کیونکہ ہو گئے یہ بات سنوار باہر سے بے احتیاڑ تباہ آیا اور اُسکی مکار کا رکھنے لگا اسے جھوٹا لیلہ لکھتا ہے اُوی بھی جانور ہوئے ہیں اُن خر یہ فضیلہ فاضی کے سریوگیا اور قاضی نے پوچھا کہ اے بڑھی اُسکے بچے خرس کے بچے کیونکر ہوئے اُس سے کہا کہ حضرت دونوں لڑکے بیسرے سامنے کھیلتے تھے یہاں پر گرتے ہی کرتے

خس کے بچے ہو گئے قاضی نے کہا کہ یہ اسے میں کس طرح سچ جانوں تب خوار ہئے لکھ کر خداوند میں تے
کتاب میں لکھا دیجھا ہے کہ کسی وقت میں ایک گروہ انسان کا خدا کے غرض سے جوان ہو گیا لفڑا ایک عقل
اُس گروہ کی جوں کی توں ہی تھی اور الفت اور محبت میں بھی ویسا ہی تھا لازم یہ ہے کہ اسوقت مربا علم
میں اُن بچوں کو سب ہالی سوالی کے سامنے منگو کر اُسکے بعد پر کیجھے اگر وہ اُس کے لئے ہوئے تو اس
الفت کر بیٹھے اور نہیں تو جو چاہیے گا سو مجھے کیجھے گا۔ یہ بات شکر قاضی نے سمعند کی اور ان بچوں کو
منگو اکار اُس زرگر کے آگے جھپڑا دیا وہ اُس صورت کے سب سینکھے اکٹھا ہوئے تھے باوجود اُس بھیر کے
بے اختیار دوڑ کر اُس سے جلا پڑے اور اُس کے پاؤں پر سدلے لگے اور اُسکی بغاوں میں ڈالنے لگے
تب قاضی نے کہا کہ اسے سُمار دغا بازیہ دو ہوں اُن کی تیر سے بی بھی لقین ہوا ہیں اب ان دونوں کو
اٹھا کر لیجا تا حق کیوں شرارتب اور بہتان کرنا ہے تب وہ زرگر اُس خوار کے پاؤں پر گرد پڑا اور منت
کرنے لگا کہ اسے یا اگر یہ حکمت تو نے اپنا مصہد کیا ہے کیا مسجد کی سے تو اپنا مصہد کے اور سیر کے لئے
مجھے فے اُس نے کہا کہ اسے سُمار تو نے بڑا کیا ہے اور افتادہ میں خیانت کی سے اگر اب جھوٹ
بو نسا چھوڑ دے اور دغا بازی سے تو یہ کر سے تو شاید پھر تیر سے جیلی اپنی اصلی صورت پر آؤں غرق
اُس زرگر نے اُس کا حصہ دیا اور اپنے پیٹھے اُس سے لئے۔ طریقے یہ انقلاب ناکر کے کہا کہ آ
خجستہ تو بھی اپنا زیور اٹا کر جا شاید وہ بھی اُسی طرح کلبے ایمان ہو اور اُس کا لاتھ کر کے تو پھر
ذگہنا ہی رہے گا اور ندوستی یہ رہیگی کہ بالآخر یہ سختی ہی جہا کہ لہنا اٹا سے اور اپنے مخصوص کے
پاس مدد ہے کہ اتنے ہیں سچ ہوئی اور مرغ غنے بانگ کی جوانا اُس کا اُس سوزھی موقوف رہا تھا
بیت پڑھو کر جیکی رہ گئی بیت روئے نعلیٰ تمام بات کلی، جھر کی بڑھ میری بات کلی ۷

چھٹی و استانی شکری کی چوری سے امیرزادہ کھڑکیہ ہوئی

جب آفتاب چھپا اور ماہتاب نکلا جھنٹے نے ایک جوڑا دھانی کے میں ڈالا اور ایک جو اسے اپنے
تیکی سفوارا اور سسی کی دھنڑی کا لکھا ہوا ہو تو پھر جواہاریوں میں ڈال لشکری کر چلی آئیں ایک بالکن
سے اصلی اور طریقے کے پاس رخصت لینے کی اور کہنے لگی کہ اے طریقے تو مجھے ہر ایک فیقت بالتوں میں لگا
لیتا ہے اور یوں ہی جھوٹ مروٹ پہلا دیتا ہے تجھے سیری خبر نہیں ہے کہ میں دروغتھی سے رہتی ہوں اور
حرب جلال سیریہ نہ ہے۔ ”خمس“ جیران ہوں کیا کسے گا تیرا عدو اور پیام، اس سنجھلے کے سچ سیرا کام
ہے تمام، الگ زندگی عذر نہ ہے سیری تو صبح دشام امو قوف کریں ہے سیرا حاصل کلام، علاقت نہیں ہی مجھے
اب انتقام رکھ کر کہد بالوں کہا کہ قسم ہے مجھے آہمکی قبضت ختمت ہے کہ میں ہماکلی اور اسے گلگاہ میں طوطا کہنے لگا

کہ اسے خوبستہ میں بھی اسی بات سے شرمند ہوں سینہ چاک ہے اور دل جلتا ہے کہ تو ہر ایک شب میری باتیں مناکرتی ہے اپنے بارے کے پاس نہیں جاتی خدا نخواستہ الٰ اس عرصے میں تبراخاوند آجا یہاں کو تو غواہ نخواہ اپنے مشوق سے نجالت کیمچھے گی جس طرح سے کہ اُس ششکری کی ہو رہے امیرزادہ شرمند ہوئوا جستہ نئے پوچھا کو اُس کی کہانی کیوں نکھرے۔ بیان کر دے

حکایت۔ طوطا کیستے لگا کہ کسی شہر میں ایک شرکری ہو رہا تھا۔ اور اُس کی حرمت کی لگبھائی کیا کرتا تھا۔ ایک دم اُسکے پاس سے جانا ہوتا۔ الفاقی اگر ورنہ فلکی سے ششکری مختلط ہوتا تھا۔ تب اُسکی ہو رہے پوچھا کہ اے صاحب تم تے ایک اپنا کاروبار دنیا کا سو قوت کیا جا جاوہ حال یہاں تک پہنچا اُس نے کہا کہ اے بی بی جھسے تیرا اعتبا نہیں اسیلے ہر سب کاروبار تباہ کر کے یہاں تک خراب ہوتا کہیں جا سکتا ہوں نہ کسی کی لونگری کر سکتا ہوں تب اُس نے کہا اجی ایسے خیال فاسد کو اپنے جی سے دو کر کہ اس عورت نیک خیلت کو کوئی مرد فریفہ نہیں کر سکتا اور بد بخوبی بی کو کوئی شوہر سنبھال نہیں سکتا تم جو کہا ہے، اُس جو گئی کی نہیں تھی جو اسکی کی صورت بترکی اسی ہو رہی کو سپیڈ پر جڑتا ہے جنگل جنگل پڑا چھٹا تھا۔ اور اُس بیجیا نے اُسکی پیچھے پر ایک سو ایک مرد سے بادکاری کی تھی۔ تب اُس ششکری نے پوچھا کہ اُس کی نقل کیوں نکر رہے۔ تو بی بی کہنے لگی۔ نقل ہو کر ایک را گیرے کسی بیان میں ایک بیرون سنت جمع عماری دیکھا کہ جلا آتا ہے تب وہ اُسکی وہشت سے ایک بلند درخت پر چڑھ گیا۔ قفارا کاروہ فیل اُسکی درخت کے پیچے آیا اور اُس عماری کو اپنی پیچھے کے اسی جگہ انداز کر رکھا اور اپنے جانی کو گیا۔ اس مرد نے دیکھا کہ اس عماری میں ایک عورت خوبصورت ہیں ہے اسواستے اس درخت پر سے اُڑا اُس کے پاس آ کر باتیں اور مرا خیں کرنے لگا وہ بھی اُس سے خوف ہو کر اپنے مطلب کی باتیں نازوانداز سے کر کے ایسی مختلط ہوئی کہ گویا ہمیشہ کی آشنائی تھی۔ غریغ شہوتوں کے غلبہ سے بادکاری میں شکول ہوئی بعد فراحت کے اُس عورت نے ایک تاگا اپنی جیب سے گڑے دار بکلا اور ایک گڑے اُس نویے میں اور دی تب اُس صدر سے پوچھا کہ تم کو اپنے حصہ کی قسم سچ کہو کہ یہ ڈور ایک سیل ہے اور یہ گڑے میں سہی کی ہیں مجھ کو سہی اس احوال سے بہروار کر دتے وہ بذات کہنے لگی کہ میرا شوہر ہوا وگرہ سے تو ہمارا لذت بیہا اسٹیل ہاتھی ہمارا سہما ہے اور مجھے اپنی پیچھے پر چڑھا کے جنگل پھرتا ہے۔ اُسکی اس خداری پر ایں لے سو مردوں سے بدنالی کی اور یادگاری کیوں اسٹے ایک ایک گڑے دی آج تجھے سمیت ایک سو ایک گڑے ہوئی جب وہ یہ طاستان تمام کر جائی قب اُسکے شوہر نے کہا کہ اب میرے حق ہیں کیا فرماتی ہو جو کہو سو کروں تب اُس عورت نے اسکا کہ بہتر مصلحت ہی ہے کہ تم سفر کرو اور کسی کے نوکر ہو میں ایک گلہ رستہ توہنازہ پھولوں کا دیتی ہوں

جب تک وہ گلدار تھے پر وہ نہ تو بے تک جانتا کہ اس سیری بیوی حرمت و عصمت سے بیٹھی ہے اور اگر خدا اخواستہ وہ مر جا جاؤ گے تو مسلم کرنالا اس سے کچھ فعل ملے جو اب ہات اس شکری کو خوش آئی ہے تا پھر اس سے جلد سرکشی نکلس کو دا سطے روزگار کے چھلا اوس اس عورت نے موافق کئے کے ایک گلدار تھے اسے دیکھ رخصت کیا آخر وہ کسی شہر پر یہ بنا اور کسی امیرزادے کا لئے کریمہ اور غرضیکہ اس گلدار تھے کو بخوبی آٹھوں پر پرانے پاس رکھتا اور دیکھتا کہ لختے ہیں تو تم خداونکا گلستان جہاں میں بہنچا اور ہر ایک گل و عنچ پنے چمن دھرے سفر کیا اور زمانے میں گل و عنچ کا نام و نشان نہ رہا سوائے اُس گلدار تھے کے جو اُس لشکری کے پاس تھا۔

تب امیرزادے نے اپنے سعداب جعل نے کہا اگر لاکھ روپے خرچ کیجئے تو ایک پھول میسر نہیں ہوتا اور کسی باوشاہ فریز کے والوں بھی نہیں لگتا ہے تجھے کہ یہ بیچارہ غریب سپاہی ہمیشہ ایک گلدار تھے تباہہ تباہہ کہاں سے لاتا ہے تب انہوں نے غرض کی کہ حضرت سلامت ہم کو بھی بھی تجھے ہے

تب اس امیرزادے پوچھا کہ اسے لشکری یہ گلدار تھے کیا ہے اور کہاں سے تیرے لاخ لگا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ مجھ کو سیری بی بی نے اپنی حرمت کی نشانی دی ہے اور کہا ہے کہ جب تک یہ گلدار تھے تو تباہہ تباہہ رسید گل لیعنی جانشہ کہ میری عصمت کا دامن گناہ سے نہیں بھرا۔ اس بات پر وہ امیرزادہ ہنسا اور کہنے لگا کہ اسے لشکری جو روئی جادو گز اور مختار ہے اس نے تجھے فریب یا ہے اور اپنے دو باچیوں میں سے ایک کو کہا کہ تو اس لشکری کے شہر میں جا اور اس کی بی بی سے جس طرح تکریڈ فریجھن کر جلد پھر آ۔ اور اسکی کیفیت سے آگاہ کر دیجیں تو یہ گلدار تھے کھلا رہتا ہے یا نہیں بھلا یہ سبی مسلمون ہو وہ باوری ہی اپنے آقا کے حکم کے موجب اس کے شہر میں گیا اور ایک عورت دلال کو کچھ سمجھا جبھا کا اسکے پاس پہنچا وہ سیرزادہ اس عورت کے گھر گئی اور جو کچھ کہ اس نے کہا تھا اسوبہ کہا بلکہ اپنی طرف سے بھی بہت کچھ کہا لیکن اس نے کچھ جواب اس کلمتی کو نہ دیا۔ لیکن اتنا کہا کہ اس مرد کو میرے پاس لے آئیں دیکھوں وہ میرے لایتھ ہے یا نہیں آخراں پڑھیا نے اس شمعی کو اس عورت کے سامنے کر دیا

تب اس نیک بنت نے اس مرد کے کان میں جھک کر کہا کہا چھا ایں حاضر ہوں لیکن اس قوت نے جا اور کس رندھی سے کہہ کہ میں اس عورت سے دوستی نکر دیکا کہ میرے لایتھ نہیں اور بعد پہرہ رات کے اکیلا تیریڈ ٹھرٹک میرے پاس چلا آ۔ پھر جو کچھ نوکیا گیا میں قبول کر دیجی گر پر اس کو خیرت کر کیوں نکہ سیرزادا اس قوم سے کہنا اچھا نہیں کہ غرض اس مرد نے اس نات کو پسند کیا اور اسکے کہنے کے موجب اس لاالم سے کہا کہ میں اس سے آشنا ہی نکر دیکھ لیوں کہ یہ میرے قابل نہیں اور بعد آہی راستکا اس عورت کے دروازے پر آیا اور دستک نہیں۔ اس عورت نے اپنے گھر کے اندر ہری گلتوں پر ایک چار پائی کچے سوت کی بنی ہوئی کچھوا فیٹ۔ اور ایک چادر اس پر

کسوا کار ہمس مرد کو بلا کر کہا کہ اسپر بیٹھ دے اسے خوشی کے جو تھی مجھ ماد ہیں اُسکے اندر گر پڑا اور غل کرنے لگا۔ تب اُس بنی بیٹے کو کہا کہ اسے شخص بیخ کہہ کہ تو کون ہے اور کس کا بھیجا ہو ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ لگر بیخ کہتا ہے تو جیتا چھوڑو گی اور نہیں تو اسی کشوئی میں تیری جلان ماروں گی۔ تب اُس نے بنا چاری تماں احوال اپنا اور اُس امیرزادے کا اور اُسکے غاؤند کا مفصل بیان کیا۔ پر اُس حادثے سے نکل نہ سکا۔ اُسی چاہ میں ایک مدت بند رہا۔ اُس امیرزادے نے اُسکے نہ پھر آنے کے باعث سے دوسرے باورچی سے کہا کہ تو بھی یہاں سے بہت سامال شجارت کا اُس شہر سیں لج� اور اُس عورت سے دوستی کر کے جلد بھرا۔ لیکن ایسا نہ کرنا کہ تو بھی اُسی کی طرح وہیں کا ہو رہے۔ آخر وہ بھی اُس ملک میں گیا اور دل الله کو اپنے ساتھ لیکر اُسکے گھر رہا اور اُسی کی طرح کے وہ بھی اُسی چاہ میں قید ہوا۔ تب امیرزادے نے جانا کہ شاید اُس پر کچھ آفت پڑی جواب نہ کہ اور رہ شے آیا۔ تب آپ ہی ناچار ہو کر ایک روز فکار کا بہانہ کر کے اُس ملک کو چلا اور منشکر کو شکر کی بھی اُس کے ساتھ گیا اور گلہستہ تر و تازہ اپنی بی بی کے آگے رکھ رہا تب اُس عورت نے اور وہ اپنی گزرنی ہوئی۔ وہ بہرہ نے شوہر سے کہی بعد دو دفعہ کہ وہ شکر کی اپنے ساتھ لوگھر لے گیا اور صینیافت کی اور ان دونوں کو اُس کشوئی میں سے نکالا۔ اونٹی کے کپڑے پہن کر کہہ کہ جہا سے گھر ہے اُنہیں پا سمجھے۔ لگر تم آج کھانا اچھا پکا کے نہ کے آگے لیجاو گے اور، خدمت اُسی بجا لاؤ گے تو کل یہم تم کو اور اونٹکے بھرپوں وہ دونوں لیے ہی کپڑے پہن کر کھانا امیرزادے کے درمیں دلکش کھوئیں کہے دلکھ سے اور تھوڑا کھانا لائکھا اس نے سر کے بال پر توجہ دا لیتھی کے چھپڑے تھے اور منہ کا نہ کہ تغیر ہو گیا تھا امیرزادے نے فی الفور ہلکی پہچانا اور شکر کی سکھ پوچھا کہ ان باندیوں نے ایسی کیا تقدیر کی ہے جو قمر نے اُن کا سر منڈ دیا ہے اور اس احوال کو پہنچا یا ہے تب لکر شکر کی نے کہ مکاٹ ہے میں پا آننا کیا ہے میں کیا ملکوں گروں آپ ہی کیا کے پوچھیے یہ آپ ہی اگناہ بیان کو شنی آخرا اُس امیرزادے کے نہ غور کر کے دیکھا تو اس پتے باور جوین کو پہچانا اور انہوں نے بھی اپنے اُن کو پہچانا ترہ دعویٰ دعوڈ کر اُسکے باوں پر گر پڑھے مور سبے اختیار رکھ لئے اور اُس شکر کی کی ہجور و کی عصمت پر گواہی نہیں جب اُس شکر کی کی عورت نے پڑھے کہ اندر کہہ کہا کہ اے امیرزادے میں وہی عورت ہوں۔ کہ جوں کو تو فی جادو گر قمر کیا تھا اور پس خداوند کو انتہی بنا کر ہنسا تھا۔ اور پیر سے اٹھانی کیا اس طے اُدی بھیج چکے تھے۔ اب دیکھا تو نے کہ میں کسی جوں اور خدا کے فضل میں پیر کی عصمت کیسی ہے تب امیرزادہ خوشی دیکھا اور عذر خواہی کر لے لگا۔ اس پر کہا تو پورا طبق نہ یہ داستان تماں کی راستہ کہا کہ اسے شرمندہ ہوئا۔ اور عذر خواہی کر لے لگا۔ اس پر کہا تو پورا طبق نہ یہ داستان تماں کی راستہ کہا کہ اسے خوشی دیکھا اور اس پر مٹھوپتی ہے اے۔ میباوا اس عرضہ میں کہیں تیرا شور راجا کو تو ناقحو دعہ شکن

تصویر تہزادہ اور شترکری کی دردونوں پر چینی کا بصوت بندیاں کھانا پکا ہوا لیکر آتا



اور جھوٹی اپنے دوست کے آگے ہو گئی دباؤ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ اپنے تینیں سکے پاس ہیجا وہ اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے باغ می جانا اُس کا اُس روز بھی موتوف ہاتا بیشتر پڑھنے کیلئے گردش سے آسان کے نزدیک ہے بھی کچھ تجھ سے ہمیں ملا ناک ڈور ہے تو یہ ہے

سالتوں و استان سخاڑ اور زرگار اور خاطر اور زائدی،
جب آفتاب چھپا لاد بہت اپنے کتاب خستہ رخصت یعنی کیوں سطھ طوٹے کے پاس کی اور کہنے مگل کہ اے طوٹے پیدا کر نبوالے کی قسم مجھے آج کی شب جلد رخصت گالئیں اپنے جانی کے پاس جائیں لحد دل کھول کر لئی جوانی کا صڑہ اسٹاہم میں طوطا کہنے لگا لے کہ بانویں ہر ایک شب تجھے رخصت کرتا ہوں تو آپ ہی دیر کرتی ہے لورہ نہیں جاتی بلکہ میں انسانت سے آٹھوں پھر فڑتا رہتا ہوں کہ ایسا ایسیں نہ ہو کہ تیرا شوہر آجاوے تو پھر تیرا احوال ایسیں چاروں شخصوں کی طرح سے ہو جستہ نے پوچھا کہ اُن چاروں کا فقہہ کیونکر ہے بیان کر:-

حکا بیت طوطا کہنے لگا کہ کسی دوست میں ایک بڑی سی اور سنا را ورزی اور زادہ چاروں اپسیں ملکر کسی شہر کو کچھ روڑ گا کو چلے اتفاقاً ایک دن سچائے منزل کے کسی جنگل میں شام کے ہونے سے راہ بھوگئے اور اس پیسیں کہنے لگئے کہ آج کی شب اس جنگل میں رہئے اور پاسبانی کیجئے اس بیان میں ہر لکر

چیز کا خطرو ہے بہتر یہ ہے کہ ہم چاروں ایک ایک پہر جائیں اور پھر کی دین خلکے فضل سے صحیح کیوں
 اپنی منزل مقصود کو بخیر پہنچیں یہ بات ہر ایک نے پہنچ دیکی اور پہلے پہنچ جو کی پڑھئی تھے ذمہ بھوئی اور
 وہ سب سور ہے نوبت نجار بعد ایک لمحہ کے اس نجار نے بسو لا لیکر کسی بخت کی ہنسی بھوئی سی
 کھلی اور اُس کی پتی حسین اپنی کاریگری سے بنالا کرتیا کی بعد پھر کے آپ درزی کو جھکا کر سور ہا نوبت
 درزی اور درزی اپنی بیداری کی غاطٹو چھو سوچنے لگا کہ اس سبب کے پہنچ جائے اتنے میں نجار کی کاریگری
 سے وہ پتی نظر آئی تب اپنے دل میں کہنے لگا کہ نجار نے اپنا ہنر دکھانے کو یہ صورت چوبی بنائی
 ہے اپنے بھی ایسے کپڑے تی ساکر ٹھیک ٹھلاک پہناؤں کہ اُس کا ہمن دوزا نکلے آخر اُس نے
 بھی اپنی کاریگری سے اُسی وقت ایک جوڑا بھایت عمدہ دلوں کا سابلیا اور پلی کو پہنچا کر اور سنار
 کو جھکا کر سور ہا نوبت زرگر تب وہ نیک اپنے جائیگا کچھ سبب فحش نہیں لگاتے یہ وہ پتی کپڑے
 پہنے ہوئے دکھانی دی تب اپنے دل میں کہنے لگا کہ اُن دونوں نے اپنا اپنا اکسب دکھلایا ہے اپنے مجھ کو نگی
 ادازم سے کہیں بھی اپنا ہنر ظاہر کروں اور اُس پتی کو ایک شکر طرح کی گڑھت کے غصے سے آراستہ
 کروں تاکہ وہ بھی معلوم کریں کہ یہ ایسا ہے سُنارے یہ بات اپنے دل میں تھیر اکر ایسا گہنا اکڑھ کے
 اُسے پہنچا کر وہ پتی اور بھی خوکھوں ہو گئی اغلب ہے کہ اس ساخت کا زیور ہتھ کر کہی تو دیکھا ہو گا ان پہنچا ہو گا
 پھر اُس نیکی کا یہ علم مٹا کہ بیان نہیں ہو سکتا کہ لیکھی ہی ڈالنا باقی ریکھیا کہ اُس نیکی کے زلید کو اٹھا دیا
 اور آپ سور ہا نوبت زرگر۔ زاہد اُنھیں ہی وفا کر کے عبادت الہی میں مشغول ہوا بعد ایک لمحہ کے
 کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت حسین سامنے کھڑی ہے پر وہ ہلتی ہے تب اُس نے معلوم کیا الہ ان
 تینوں کی کارستائیاں ہیں اب مجھے بھی اپنا اکسال دکھلانا لازم ہے پس میں خدا کے فضل سے ایسا کمال ظاہر
 کروں کہ اس بے جان کو دعا سے جانلار کروں تاکہ یہ بھی یاد کریں کہ عبادت کرنیوالے ایسے ہوتے ہیں اخخار
 وہ زاہد بی نماز کے جناب کریم میں بے اختیار رکر دعاء مانگنے لگا کہ اے خالق زمین وہ اسمان اور اسٹے
 اپنی خداوندی کے اس قصور یہ چوپی میں جان فسے اور گو یا کر کیوں بھی آبر و بنتی یادوں میں پاؤں بلکہ
 یہ اچھا اُسکی جناب باری میں قبول ہوئی اُسی لمحہ اُس پتی میں جان پڑی اور آدمیوں کی طرع سے
 باشیں کرئے گئی جبکہ اس تمام ہی اور آفتا ب نکلا اُس پتی کو دیکھ کر وہ چاروں عاشق ہوئے اور ایک
 سے ایک فتنبہ کرنے لگا بخبار بولا کہ میں اس کا الک ہوں کیونکہ اس کا ٹھہر کو میں نے آدمی کی صورت
 تراش کر دیا ہے میں نو تکا خیاط بولا کہ میں اسکا وارث ہوں کسو اسٹے کہ میں نے اس پتی کو
 حرمت دی ہے اور کپڑے پہنائے سنار بولا کہ یہ دہن سیرا حق ہے کیونکہ میں نے ایسا گہنا پہنچا یا پہنچا

بنی سی بن گنی فاہد بولا کہ یہ دہن میرا حق ہے کہ وہ کاٹھ کی بتلی تھی میری دعلے خستالی نے اُسے جان دی سو میرے اور کس کا منہ ہے کہ اُسپر آنکھوں وال سکے میں لوگا۔ غرض یہ قیفہ بڑھا لے ایک شخص غیر اُس عجلہ آنکھاں چاروں نے اُن سے الفدای چاہا وہ اُس صورت کو دیکھتے ہی عاشق ہوئے اور کہنے لگا کہ یہ بھائی اُنکا کلمہ میری بیاہستا میں ہے تھم سب اسے فریب دیکھاں لائے ہو اور مجھ سے جو دیکھا ہے آج ان چاروں کو غیر شخص کو تو وال کے پاس بیکیا کتووال بھی اُسکو دیکھ کر متلا ہوا اور کہنے لگا کہ یہ بھائی اُنکی بی بی ہے وہ اُس کو اپنے ساتھ بھر کو بیکیا اخفاشاید قدم نے اُسکو بار بار اور لے جائے ہو آخر وہ کو تو وال اُن سب کو قاضی کے پاس بیکیا اور قاعنی بھی اُسپر شفیقت ہو کر کہنے لگا کہ تم کوں ہو یہ بھری باندی ہے میں اسکی مت سے تماشہ کرتا تھا اور سب سا اس باب اور نند و نیوں لیکر بھائی تھی باتے آج نہیں باتے باعث سے میں وہ اس باب کہاں ہے اُسکو بھی بنداؤ غرض اُس قصیتے نے پہاڑ تک طول کی پیچا کر سب زان و مرد اُس شہر کے جمع ہوتے اور تماشا دیکھنے لگتے ان کیا شہریوں میں سے ایک پیر مردے کہا کہ یہ قیفہ نہیں رہا لیہاں قیامت نکل کسی سے فیصل نہ ہو گا تم سب اس شہر کو جاؤ کہ وہ کئی دن کی راہ ہے لورہاں ایک درخت بہت پڑا ہے نام اُس درخت کا شجرۃ الحکم کہتے ہیں جس کا مقیدہ فیصل نہیں ہوتا وہ اُس درخت کے ٹپس چاہا ہے اُس درخت سے ایک آواز نکلتی ہے کہ مدعا جھوٹا اور سچا حکوم ہو جاتا ہے وہ ساقوں شخص اس بات کو سنتے ہی اُس درخت کے پاس اُس عمرت سمیت گئے اور سب نے احوال اپنا اپنا کھوئی اُس سے انہمار کے کہا کہ لے درخت سچ کہہ یہ عورت ہم میں سے کسی کا حق ہے اتنے میں پیٹ اُس درخت کا پھٹ گیا اور وہ عورت دوڑ کر اُس میں سماں گئی تب اُس درخت سے آواز نکلی کہتے بھی سن ہو گا کہ ہر ایک چیز اپنی اصل پرجاتی ہے چلو مجاہدا و اور ٹھنڈے ٹھنڈے لپٹنے سے لپٹنے لگر کی راہ لو آخر کو وہ ساقوں شرمندہ ہو کر لپٹنے اپنے لگر کے عشق نے یہ قیفہ تمام کر کے کہا کہ لے کد بانو اگر نیڑا شوہر آتے اور تجھے قید کر رکھے تو تو بھی پس سعشوں سے شرمندہ ہو گی بہتر ہے کہ اب شتابی ہا اور لپٹنے جاتی کو گلے سے لگا جنگتہ نے یہ سنتے ہی جو جانے کا قصد کیا صبح ہو گئی اور رنگ نے بانگتی جانا اُس کا اُس درخت سچی سخی ہی رہا تو شعر رہا اور زار زار رونے لگی بیت سچ سے پیٹے جی نکل رہ گیا، حیف ہے دل سے یہ فعل نہ گیا۔

امکھوں اس تسانی را جھٹے رہا یاں اور راجنیح کی لڑکی رعنی شق ہونا ایک فقر کا جب سوچنے چھپا اور چاند مکاہیت مجتہ کہڑے پہل گھنٹہ ہیں نہیات اُن گھنٹوں کے پہل جھنڈتی ہے کو گئی اور کہنے لگی کہ اس طرح میں تجھسے بہت شرمندہ ہوتی ہوں لیکون کہ ہر ایک شبِ خستت یعنی

کو آتی ہوں اور تجھے ملکیت فیضی ہوئی اور قمری خاطر سے اپنا خوب آرام کھوتا ہے اس تیرے احشان
گردان اپنی املاک اپنیں سکتی اور اسکا شکر یہ اونہیں کر سکتی ہے اگر ہر بن موہبہ بیری زبان، نہوہ بڑی
کا تیری بیان، مطوطے نے کہلائے خجستہ یہ کیا کہتی ہوئیں تیرے شوہر کے زرخ بیدن دل میں ہوں کام
تیری اسوانی نہیں غلامی کے کب کر سکتا ہوں جو استدر لطف کرتی ہے بلکہ میں آپ ہی خجالت کھوپھٹا
ہوں لیکن عوام کوں اٹھاؤ چاہدہ قریب ہے کہ تیرے یار سے تجھے لاؤ چاہدہ جی تملک اپنا بیس گنواہ دل کا،
پر تجھے یار سے ماؤ چاہدہ لور رائے رایان کی اندک کہ اوال اسکا تو نے سنا ہو گا تیرے کام کرنے میں بھی
سمی کرو ڈکا خجستہ نے پوچھا کہ اسکا احوال کیون کرے۔ بیان کرے۔

حکایت طو طلکھنے لگا کہ قبور کے راجح کی ایک بیٹی ماحصلہ جعل بھی اتفاقاً ایک فقیر اُس پر عاشق
ہوا اور اسکے عشتیں دلوانہ ہو گیا بہب ہوش تین رات بھی دل سے کہتا کہ یہ کیا دیوانہ پن ہے ادنی کو
اعلیٰ سے کیا النسبت تو بیچارہ درویش فقیر اور وہ راجح اُسکی بیٹی کب تیرے ہاتھ لیلی گی لیکن بقیر اُس کے
تبدیلے بعد کئی دن کے یہ بیخام راجح کے پاس جھیوالہ اپنی بیٹی کا بیلہ بیرے ساختہ کرے کہ میں اُسکو
چاہتا ہوں بیری گداں اور اپنی بادشاہی پر نظر نہ کر راجح یہ بیخام فقیر کا سنتک مخدوب میں ہوں اور
بولدا اے کوئی ہے جلد اور ہر آئیے اس فقیر کو جاکر سندا دلوے دلوان نے اتحہ باندھو کر عرض کیا
کہ حاکم کیے لازم نہیں ہے کہ غریب فقیر کو گالی دے یا ایذا پہنچاۓ اس کو اس مددت سے اس
شہر سے نکالا کر مارا جاوے لور آپ پر بدنامی نہ آوے بعد اسکے دلوان نے فقیر کو بلوا کر کہا کہ اس فقیر
اکر تو ایک ہاتھی نہ سے لداہوں الاف تو یقین ہے کہ اپنی معشووقہ کو پاٹے۔ درویش اس بات کے سخت
ہی خوش ہو کر نہ کی فکر کرنے لگا تب کسی شخص نے فقیر سے کہا کہ اے گدا تو پت تینیں اگر جائے رایان
کے پاس بیچا ویکا تو موافق اپنی مراد کے جو جاہینگا سو بادیکا اُس وقت وہ فقیر رائے رایان کے پاس
کیا اور اُس سے سوال کیا کہ رائے بابا کی خیر ایک ہاتھی اشرفیوں سے لداہما ہے فقیر پاٹے ریہ صدا
درویش کی جوارے رایان نے سئی دہیں ایک ہاتھی نہ سے لداہما اُسکو دیا فقیر اُس ہاتھی کو لئے
ہوئے راجح کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے ہمارا جی پھیل زس سے لداہما مجھ سے لے لیجئے اور اپنی بیٹی
کا مجھ سے بیا کہ رو دیجئے تیر پا جئے اپنے دلوان سے کہا کہ حکمت تیری کچھ کام نہ آئی وہ فقیر نہ کا لہداہما
ہاتھی سے ہی آیا بکیجھے تیر اُس نے عزم کی کہ یہ فقیر رائے رایان کے پاس جا کے یہ ہاتھی معد نہ
نالگ لا یا ہے کہو تکاب زمانے میں ایسا سختی سوائے اُسکے اور کوئی نہیں دھپڑا ہے جی میں سمعح کر اُس
درویش سے کہنے لگا کہ اس فقیر بھکر کی بیٹی ایسی نہیں ہے جو ایسے ہاتھی کے بدلے ہاتھوں اگر اے لیانا منظو ہے تو